سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

پڑوسی کے حقوق' احکام وتعلیمات اور ایذاء رسانی سے اجتناب

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد فعن عائشةؓ و ابن عمرؓ عن النبی صلی الله علیه وسلم قال مازال جبرائیل یوصینی بالجار حتی ظننت انه سیورثه (بخاری ومسلم) ۔

ترجمہ: '' حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عمرؓ نبی کریمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا حضرت جبرائیلؑ مجھ کو ہمیشہ ہمسایہ کے حق کا خیال رکھنے کا حکم دیا کرتے یہاں تک کہ مجھے خیال ہوا کہ حضرت جبرائیلؑ عنقریب پڑوسیوں کو ایک دوسرے کا وارث قرار دیں گے۔''

ہمسایہ کا حق:

قرآن وحدیث نے جس زور شور سے انسانی حقوق کو انسان ہونے کے ناطے ایک دوسرے پر لازم قرار دیا ہے' مثلاً اللہ کے حقوق کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ' پیغمبر انقلاب ﷺ کا حق ادا کرنا' والدین کے حقوق کی ادائیگی اعزہ واقارب کا حق اور دیگر بے شمار انواع کے حقوق کی ادائیگی کی تاکید کی جارہی ہے' وہاں انسانی حیثیت سے ہمسایہ کا حق بھی ادا کرنا ایک اہم انسانی فریضہ ہے۔ اس اسلامی سلوک کے لئے یہ ضروری نہیں کہ پڑوسی آپ کا رشتہ دار ہو' بلکہ اپنا ہو یا غیر ہو۔ مسلمان ہو یا غیر مسلم ہو۔

پڑوسی کو اذیت پہنچانا بڑا جرم ہے:

آپ اس سے آشنا ہوں یا غیر آشنا' غریب ہو یا مالدار' اونچے طبقہ سے تعلق رکھتا ہو یا معمولی طبقہ سے' ایک دوسرے کے پڑوسی ہونے میں سب برابر ہے۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کو اسلام نے بڑی اہمیت دے کر پڑوسی کو اذیت اور تکلیف دینے کو بہت بڑا جرم قرار دیا ہے' کاش اگر موجودہ دور کے مسلمان اسلامی حدود وقیود میں رہتے ہوئے اپنے اپنے حقوق وفرائض کو ملحوظ خاطر رکھ کر ان پر عمل کرتے تو قدم قدم پر مشکلات وپریشانیوں کا سامنا کرنا نہ پڑتا۔ آج باپ بیٹے سے نالاں' بیٹا باپ سے متنفر' بھائی بھائی کا دشمن' پڑوسی اپنے گھر سے متصل رہنے والے پڑوسی کے جان کے درپے' ایک عجیب وغریب نفرت ووحشت اور افراتفری کا عالم۔

اسوۂ نبوی سے بُعد کے مضرات

وقت کے محقق ودانشور کہلوانے والے اس لایعنی بے چینی اور نفانفسی کی وجوہات تلاش کرنے میں اپنے وقت کا ضیاع کر کے ہر ایک نت نئے انداز سے علاج تلاش کرنے میں مصروف ہے' مگر اس بربادی اور بے راہ روی کا وہ علاج اور تشخیص جو سرکار دو عالم ﷺ کے اسوہ اور زندگی میں انتہائی کمال واحسن طریقہ سے موجود ہے اس کی طرف توجہ اور اس پر علم کرنے سے مسلمانوں کا بہت بڑا طبقہ غافل ہے' نتیجہ یہ نکلا کہ آج امت مسلمہ اپنے پیغمبر ؐ کے بتائے ہوئے اسلام کے جامع وکامل' حسن وخوبیوں سے بھرپور' عقائد' عبادات معاملات معاشرہ اور حسن اخلاق کے زرین اصولوں سے کوسوں دور ہٹ چکی ہے اور یہی اعراض اور پہلو تہی ہماری خطرناک بربادی وتباہی کی علامت ہے۔

دین متین کی حقیقت:

کئی خطبات میں عرض کر چکا ہوں کہ دین متین صرف عبادات کا نام نہیں بلکہ یہ مجموعہ ہے عبادات' معاملات' معاشیات' اخلاق ومعاشرت اور حقوق العباد جیسے اہم احکامات اور ان پر عمل کرنے کا' اگر ہم نے بھی دین حقہ اور دنیا کے حسین امتزاج میں لادین عناصر کے پراپیگنڈہ سے متاثر ہو کر دین ودنیا میں تفریق پیدا کرنے کی کوشش کی تو پھر تباہی اور بربادی کا راستہ گویا ہم اختیار کر کے اس کے ذمہ دار بھی ہم خود ٹھہریں گے۔ آج الحاد وزندقہ سے بھرپور عالم میں جو گھپ اندھیرا ہے اس طوفان سے مسلمان بھی بری طرح سے متاثر ہو کر ذلت وخواری اور ہزیمت کے اندھے گھڑے میں گر رہے ہیں۔ یہ سزا ہمارے اس لاپرواہی کی ہے کہ ہم نے اسلام کے دیئے ہوئے حقوق اللہ اور حقوق العباد کے واضح احکامات کو پس پشت ڈال دیا ہے' ساری دنیا ظلم وزیادتی کی بھٹی بن چکی ہے۔ حق تلفی' ڈاکہ زنی' لوٹ کھسوٹ' ملاوٹ کرپشن ہر چیز میں دو نمبری۔ ایسا لگتا ہے کہ آج کے انسان کو یہ علم ہی نہیں کہ ہر انسان کے دوسرے انسان پر کچھ حقوق ہیں' بلکہ جو انسان کسی دوسرے کے حقوق کو دبانے اور قبضہ کرنے کا جتنا ماہر ہو آج کی دنیا اسے تیز وطرار وعقل مند کے نام سے پکارتی ہے۔

اسلامی احکام پر عمل کے برکات:

اسلامی تاریخ گواہ ہے جہاں اسلام پر عمل ہوا' اسلامی تعلیمات کو اپنایا گیا' وہاں کسی قسم کی پریشانی نہ رہی۔ فحشاء اور منکرات ختم ہو کر کسی کو یہ خوف نہ رہا کہ کوئی میرے حق پر ڈاکہ ڈال کر مجھے اپنے حق سے محروم کر دے گا۔ دریا' زمین' آسمان اور پہاڑ بھی مسخر ہو کر مسلمانوں کے حکم کے تابع ہو گئے۔ پھر پڑوسی کو گھر کے قریب رہنے والے پڑوسی کے سلسلے میں خدشات باقی نہ رہے' امن وسلامتی کا دور دورہ اور صلح وآشتی کے انوار وبرکات سے پورا خطہ ایمان وشریعت کی ہواؤں سے معطر ہوا۔ اپنے گھر اور دکان سے کسی ضرورت کے لئے نکلنے والے کو کبھی یہ خطرہ نہ ہوتا کہ میری غیر موجودگی میں میرے قریب رہنے والے ہی میرے املاک کا تیاپانچا کر دیں گے۔ حفاظت' امانت اور دیانت کے اس عظیم منصب

پر تب مسلمان فائز ہوگا کہ مالک کائنات جل جلالہ اور اس کے محبوب ﷺ نے جن چیزوں پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے اس پر عمل کیا جائے اور جن اعمال بد سے اجتناب کرنے کا فرمایا اس سے اپنے آپ کو بچایا جائے۔

پڑوسن خاتون کا قصہ:

ہمارے مذہب نے ان احکام پر زور اور شدت سے عمل کرنے کا حکم دیا ہے جن کا تعلق حقوق العباد اور آپس کے معاملات سے ہے حقوق ومعاملات میں انسان کا اکثر وبیشتر پڑوسی سے واسطہ رہتا ہے یہی وجہ ہے کہ رحمۃ للعالمینؐ نے ان امور میں احتیاط اور آداب جوار پر بار بار زور فرمایا۔

ارشاد نبوی ہے: عن ابی هريرةؓ قال قال رجل یارسول الله ﷺ ان فلانة تذكر من كثرة صلاتها وصيامها وصدقتها غير انها تؤذی جيرانها بلسانها قال هي في النار قال یارسول الله فان فلانة تذكر قلة صيامها وصدقتها وصلاتها وانها تصدق بالاثوار من الاقط ولا تؤذی بلسانها جيرانها قال هي في الجنة (رواه احمد)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ کسی شخص نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ یارسول اللہ فلاں عورت کی بہت نمازیں روزے اور کثرت سے صدقات کرنے میں بہت شہرت ہے۔ لیکن وہ اپنی زبان سے اپنے پڑوسیوں کو تکلیف پہونچاتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا وہ دوزخ میں جائے گی۔ اس شخص نے پھر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ فلاں عورت کہ وہ بہت کم روزے رکھتی ہے اور کم صدقہ خیرات کرتی ہے اس کا صدقہ وخیرات قروط کے چند ٹکڑوں سے زیادہ نہیں ہوتا۔ اور نمازیں بھی بہت تھوڑی پڑھتی ہے۔ لیکن وہ اپنی زبان سے اپنے پڑوسیوں کو تکلیف نہیں پہونچاتی رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ یہ عورت جنت میں داخل ہوگی۔''

کتنی اہمیت ہے اسلام میں حقوق العباد کی کہ ایک عورت فرائض کے علاوہ بہت زیادہ نوافل نماز صدقات اور روزے رکھ رہی ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ اپنی زبان درازی ولعن وطعن کیوجہ سے اپنے قریبی رہنے والوں کو تکلیف کا باعث بھی بنتی ہے۔ تو اس کی یہ عبادات اس جسم کی طرح ہوئے جس میں روح نہ ہو اس کے یہ معمولات اس جرم کے مقابلہ میں کہ پڑوسی اس سے بے چین ونالاں ہیں اور ان کی حق تلفی ہورہی ہے عنداللہ کوئی حیثیت نہیں رکھتے نہ یہ جنت میں داخلہ وثواب کے حصول کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ بلکہ اس پڑوسی کو زبان سے تکلیف دینے والا جرم اس کی عبادات کے مقابلہ سنگینی کی وجہ سے جہنم میں داخلہ کا سبب بن جائے گا۔

ایذاء ومعاصی سے اجتناب:

اس کے مقابلہ وہ شخص یا عورت جو فرائض وواجبات ادا کرنے کے ساتھ نفلی عبادات کو کم مقدار میں ادا کرنے کے ساتھ اپنے پڑوس کے لئے باعث رحمت بن کر ان کو تکلیف واذیت پہونچانے سے پرہیز کرتا ہے۔ حضورؐ نے اسے

جنت کی بشارت سنادی' کیونکہ پڑوسی کے راحت وسکون کا رعایت کرنا دین کے نظر میں فرض ولازم ہے' ایک انسان اگر بے شمار عبادات اور نوافل میں مشغول رہ کر گناہ وترک واجبات سے احتراز نہ کرے' اس کے اعمال ضائع اور اسے کوئی خاص فائدہ پہونچانے کا وسیلہ نہیں بن سکتے' علماء ومحدثین نے ڈاکٹر ومریض سے تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ طبیب مریض کے مرض کی تشخیص کے بعد دوا سے پہلے پرہیز پر زور دیتے ہیں جیسے دوائی کا استعمال کر کے پرہیز کا خیال نہ رکھنے سے دوائی بے اثر ہو کر رہ جاتی ہے۔ اسی طرح معاصی سے اجتناب کے بغیر اعمال حسنہ بھی کچھ زیادہ نتیجہ خیز نہیں ہوتے اور ہمسایہ کو تنگ کرنا بھی منع اور گناہ کے زمرہ میں شامل ہے۔

پڑوسی کے بارے میں قرآنی تعلیمات:

رب کائنات نے جہاں قرآن میں شرک سے بچنے۔ خالص اپنی عبادت' والدین قرابت داروں' مسافر اور اپنے زیر قبضہ انسانوں کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیا وہاں "والجار الجنب والصاحب بالجنب" کے ذریعہ پڑوسی کے ساتھ اچھے برتاؤ کرنے کی تلقین فرمائی' قرآن کے ان الفاظ میں اشارہ اس طرف ہے کہ خواہ پڑوسی بھی ہو رشتہ دار بھی ہو یا صرف پڑوسی ہو رشتہ دار نہ ہو اسی طرح نہ رشتہ ہو اور نہ مستقل پڑوسی ہو بلکہ سفر کا ساتھی' کسی ہاسٹل' ہوٹل یا مدرسہ کے سکونت گاہوں میں رہنے والے بسوں' ریل گاڑی کے ڈبہ میں یا دیگر سواریوں ساتھ بیٹھ کر مختصر وقت کے ہم نشین' مسلم وغیر مسلم سب کے ساتھ حسن معاشرہ کے اسلامی تعلیمات کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ کسی ایسے قول وفعل سے اپنے کو بچایا جائے جس میں ساتھی پڑوسی کے حق کی پامالی ودل آزادی کا شائبہ تک موجود ہو۔

قرب وبعد اور ہمسائیگی کا استحقاق:

اسلام میں سب انسانوں کے کچھ نہ کچھ حقوق ہیں لیکن یہ یاد رکھیں کہ بعض اہم رشتوں' فضائل اور خصوصیات کی وجہ سے بعض لوگوں کے حقوق بھی عام لوگوں کے حقوق کے مقابلہ میں زیادہ ہوتے ہیں' جیسے آپ کے مکان کے قریب دو گھر اور رہنے والوں کے ہیں۔ جن میں ایک گھر کے مکین مسلمان اور دوسرے میں سکونت کرنے والے غیر مسلم ہیں ظاہر بات ہے مسلمان کو اسلام کی وجہ سے رب العالمین نے جس فضیلت سے نوازا۔ غیر مسلم اس عظمت وکرامت سے محروم ہے تو مسلمان کے حقوق بھی غیر مسلم کے مقابلہ میں زیادہ ہیں' ہمسایہ کے گھر کے قریب اور دور ہونے سے بھی استحقاق میں کمی زیادتی ہوسکتی ہے جیسے ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے' میں نے آپ ؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے دو ہمسائے ہیں' میں کس کے گھر ہدیہ بھیج سکتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس کا دروازہ تمہارے گھر سے زیادہ قریب ہو یہی صورت حال اس صورت میں بھی ہے کہ ایک طرف کسی کا استاذ' مرشد اور محسن ہو دوسرے طرف رہنے والا ان اوصاف کا حامل نہ ہو تو استاذ' شیخ اور محسن دوست کے حقوق زیادہ ہیں۔ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ

والدین، بہن بھائیوں وغیرہ قرابت داروں کو حقوق کی ادائیگی میں جو فوقیت حاصل ہے دور کے قربت داروں کے حقوق ان سے کم ہیں۔

پڑوسی کی گواہی:

ہوس مال وزر اور دنیا سے محبت کی وجہ سے آج نفسانفسی کا عالم ہے، ہم یہ تک بھول گئے کہ مسلمان کا دوسرے مسلمان پر کیا حق ہے، محسن انسانیت ﷺ کی تعلیمات اس بارہ میں کیا ہیں، وہ تو نیکی اور بدی کا معیار زبان خلق کو قرار دے رہے ہیں۔ ارشاد نبویؐ ہے۔

عن ابی مسعودؓ قال قال رجل للنبی ﷺ یارسول الله ﷺ کیف لی ان اعلم اذا احسنت او اذا أسات فقال النبی ﷺ سمعت جیرانک یقولون قداحسنت فقد احسنت و اذا سمعتم یقولون قد اسأت فقد أسات (ابن ماجہ)

ترجمہ: ''ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے عرض کیا مجھے اپنے نیکوکاری و بدکاری کا علم کیسے حاصل ہوسکتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا جب تم (اپنے کسی کام کے بارے میں) اپنے پڑوسیوں سے یہ کہتے ہوئے سنو کہ تم نے اچھا عمل کیا ہے (تو سمجھ لو) کہ تم نے اچھا کام کیا ہے۔ اور جب تم پڑوسیوں سے یہ کہتے ہوئے سنو کہ تم نے برا کام کیا ہے تو جان لو کہ تمہارا وہ کام برا ہے۔''

شرط یہ کہ پڑوسی ایسے ہوں جو دیندار، سچے، دین پر عمل کرنے والے اور نیکی و بدی میں امتیاز کرنے والے ہوں تو ایسے نیک پڑوسیوں کا دوسرے پڑوسی کو نیکوکار یا بدکار کہنا گویا انکی طرف سے اس کے حق میں گواہی دینا ہے، اور یہ گواہی وہ تب دیں گے کہ اس نے پڑوسی کو تکلیف نہ دی ہو، معمولی معمولی باتوں پر نوبت جھگڑا و قتل و قتال تک نہ پہونچی ہو۔

مادی تہذیب اور پڑوسی سے بے اعتنائی:

آج تو حالت یہ ہے کہ ایک دوسرے سے متصل دو مکانوں میں رہائش پذیر اشخاص سالہا سال ساتھ زندگی گزارنے کے باوجود ایک دوسرے کو جانتے بھی نہیں۔ اور پھر اپنے اس جہالت پر فخر بھی کیا جارہا ہے۔ کہ دنیاوی مشاغل اتنے بڑھ گئے کہ پڑوسی سے جان پہچان کا بھی موقع نہیں ملتا۔ جبکہ آپ کئی بار سن چکے ہیں پڑوسی کے بغیر بھی مسلمان کے دوسرے مسلمان پر کچھ حقوق ہیں۔ جو اسلامی بھائی چارہ کی حیثیت سے ادا کرنی ہیں۔ جیسے مسلمان اگر بیمار ہو تو دوسرا اس کی بیمار پرسی کرے۔ راستہ میں ملے تو سلام کرے۔ اسے چھینک آئے تو اس کے الحمدللہ کے جواب میں یرحمک اللہ کہے۔ مرجائے تو جنازہ میں شرکت کی جائے، تدفین میں شرکت کرنا اور دوسرے مسلمان کے لئے بھی وہ کچھ پسند کرنا جو اپنے لئے پسند کرے۔

جبکہ ہمارا معاملہ بالکل برعکس ہے یہاں تو حقوق العباد کا تصور اپنے عقائد فاسدہ میں یہ ہے کہ جتنا ہوسکے

دوسرے مسلمان کا حق شیر مادر سمجھ کر اپنے قبضہ میں لایا جائے' کسی کو جانی' مالی اور ذہنی اذیت دینا ہم نے اپنا اوڑھنا بچھونا بنا دیا ہے۔ جبکہ سرکار دو عالم کے ایک ارشاد مبارک کا خلاصہ یہ ہے کہ (مسلمان کی صفت یہ ہے کہ اس کی زبان و ہاتھ سے کسی کو اذیت نہ پہونچے) دین متین میں کسی کو ہر لحاظ سے بدگمانی اور اذیت سے بچانے کے لئے سید الرسل نے یہاں تک تلقین کی کہ اگر تین افراد کسی مجلس میں بیٹھے ہوں ان میں دو کے لئے یہ جائز نہیں کہ تیسرے سے الگ یہ دو آپس میں سرگوشی و تنہائی میں بات چیت کریں۔ اس سے بھی آپ حضرات اندازہ کریں کہ اسلام کتنی خوبیوں کا حامل مذہب ہے کیونکہ یہاں بھی تیسرے شخص کو شکوک و شبہات میں مبتلا کر کے اسے رنج میں مبتلا کرنا یہ بھی اس کی حق تلفی ہے اپنے آپ کو مہذب کہلوانے والوں میں کسی ایک قوم کے آئین و قانون میں بظاہر اتنے چھوٹے اور معمولی امر کی طرف توجہ دی گئی ہے۔ قطعاً نہیں۔ حضور کی عادت مبارکہ تو یہ ہے کہ اگر کسی ایسے مجلس میں شرکت کیلئے آنا ہوتا کہ بعض ساتھی جاگتے اور کچھ سوئے رہتے تو اس انداز سے مجلس پر سلام کرتے کہ نہ زیادہ بلند آواز سے ہوتا اور نہ زیادہ پست۔ غرض یہ تھی کہ جو جاگتے ہیں وہ سن سکیں اور جو آرام کر رہے ہیں بلند آواز سے سلام کرنے سے ان کے آرام میں خلل نہ آئے۔

پڑوسی کے حقوق:

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلفاء میں ولی کامل حضرت ڈاکٹر عبدالحئیؒ صاحب کو خصوصی مقام حاصل ہے۔ پڑوسی کے حقوق کے بارہ میں حضرت معاویہ بن حیدہؓ سے روایت نقل فرما رہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پڑوسی کا حق ہے کہ بیماری میں اس کی بیمار پرسی کی جائے' مرنے کی صورت میں اس کے جنازہ کے ساتھ جائے۔ اگر قرض مانگے تو اسے قرضہ دیا جائے' اگر ننگا ہے تو اسے کپڑے پہنائے' اگر اس کو خوشی میسر ہو تو اسے مبارکباد دے۔ مصیبت میں گرفتار ہونے کی موقع پر اس کی غمخواری کر کے اسے تسلی کی تلقین کرے۔ اگر اپنا گھر تعمیر کرنا ہو تو یہ رعایت ہو کہ اس کا مکان پڑوسی کے مکان سے بلند و بالا نہ ہو (حتیٰ کہ) اپنے چولہے کے دھوئیں سے بھی اسے اذیت نہ دے۔ آپ نے سنا اسلام کی کیسی کیسی تعلیمات ہیں۔ ایک ایک جملہ پر غور و فکر کرنے اور ان پر عمل کرنے سے نہ صرف یہ کہ اللہ کی رضا اور جنت بھی انشاء اللہ حاصل ہوگی۔ بلکہ جس اتفاق کامل کی تلقین مذہب ہمیں بار بار دے رہا ہے اس کردار کے اپنانے سے وہ اتفاق و محبت بھی ضرور حاصل ہوگا۔ اور مسلمانوں کا آپس میں بغض و عناد اور کدورت کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔

وعظ و نصائح کے سلسلے تو جاری رہتے ہیں۔ اصل مسئلہ عمل کا ہے۔ دعا فرمائیں کہ مالک الملک ہم اور آپ کو ان پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمادیں۔